۳۷۹۱

ان اللہ علی کل شیٔ قدیر

الحمد للہ کہ رسالہ دربارۂ اثبات قدرت رب قدیر مؤلفہ فخر زمن مولوی محمد حسن صاحب مسمی بہ

تقدیس القدیر عن وصمة العجز والتقصیر

بجواب رسالہ تنزیہ الرحمن مؤلفہ مولوی احمد حسن صاحب مدرس مدرسہ کانپور

بمطبع گلزار ابراہیم مرادآباد طبع شد

۳۷۹۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
سوال
نحمدہ و نصلی علی نبیہ الکریم
اما بعد کیا فرماتے ہیں علمائے شرع محمدی اس مسئلہ میں کہ زید

الحمد للہ الذی لیس کمثلہ شیءٌ و ھو علی کل شیءٍ قدیر و الصلوٰۃ
و السلام علی خیر البریۃ محمد الذی ھو لجمیع الخلق بشیر و نذیر اما بعد
بندہ محمد حسن ابن مولانا احمد حسن تغمدہ اللہ بغفرانہ مراد آبادی
خدمت میں برادران دینی اہل عدل کی عرض رسا ہے کہ اس زمانہ پرشور میں ایک
رسالہ موسومہ بہ تنزیہ الرحمٰن مولفہ جناب مولوی احمد حسن صاحب مدرس اول
مدرسہ دار العلوم کانپور جو فی زمانہ علوم عقلیہ میں یکتا مشہور ہیں بندہ کی نظر سے گذرا
بادی النظر میں بلحاظ مضامین رسالہ مذکور خیال ہوا کہ شاید مولانا موصوف مولف نہیں
کسی نے خواہ مخواہ تہمت کر دی ہے لیکن اخبار متواتر نے یقین دلایا کہ نہیں مولانا ہی نے
تالیف فرمایا ہے پس سخت تعجب و حیرت ہوئی کہ مولانا نے باوجود اس شہرت و وفور
کتب کے کیسے مسئلہ میں خرق اجماع فرما کر انفراد کو کیوں اختیار فرمایا۔ شاید مولانا موصوف
حمیت وطنی نے جوش دلا کر مستعد طرف مخالفت جمیع علماء کلام کر دیا ہو بہر حال کچھ بھی
مولانا کے آخر رسالہ کو اس فقرہ نے (اور اگر منظر محبت اسلامی اس خاکسار کو اطلاع دیا
تو بہتر ہے) بندہ ہیچمدان کو جرأت دلائی کہ اپنا خیال بھی خدمت میں مولانا موصوف کی

عرض کردے لھذا اولاً ایک عریضہ خدمت مین روانہ کیا اور مجملاً محل نزاع دریافت کیا
اور عرض کیا کہ اگر جناب کا مقصود تحریر رسالہ سے یہہ ہے تو ارقام فرمایئے لیکن مولانانے
اوس عریضہ کا جواب ارقام نہ فرمایا کسی شاگرد سے فرمایا کہ میرا وہ عقیدہ ہے کہ جو صاحب
کنز الدقائق کا ہے اور ایک جملہ زبان مبارک سے فرمادیا اون صاحب نے مہربانی فرماکر
بندہ کو لکھدیا اس خاکسار نے اوس عقیدہ صاحب کنز کو رسالہ مولفہ مولانا سے
موازنہ کیا تو اصلاً موافق نپایا لھذا مجبوراً تفصیلاً عرض کرنا پڑا اور خدای ذوالجلال کو
شاہد کرکے کہتا ہون کہ بندہ نے کسی غرض دنیاوی کے لیئے جواب نہین لکھا بلکہ بوجہ
ارشاد صادق مصدوق علیہ السلام الدِّینُ النَّصِیحَۃُ وتحریر مولانا موصوف جو
ور ہوئی لکھا ہی لہذا امید کرتا ہون کہ اہل انصاف خصوصاً مولانا موصوف بہ نظر
اصلاح دین ملاحظہ فرماوین نہ بنظر عناد ممکن ہی کہ مولانا نے خطا کی ہو ائمہ سلف
رجوع مین عیب نہین جانتے تھے بلکہ باعث خوبی خیال فرماتے تھی۔ وہا انا اشرع فی المقصود
اول یہہ امر ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ صاحب رسالہ تنزیہ الرحمان کا مقصود یہہ ہی کہ کذب
کلام لفظی مین ممتنع بالذات ہی یعنی خلق کلام لفظی غیر مطابق للواقع کا مقدور باریتعالی
اور ممکن نہین چنانچہ ناظرین رسالہ پر واضح ہے خصوصاً مولوی خلیل احمد صاحب کی تقریر کو رد
کرنا صراحۃً اسپر دال ہی اور جابجا رسالہ مذکور مین اسکو ثابت کرنا مقصود گردانا گیا ہے
کیونکہ امتناع بالغیر کے تو وہ خود قائل ہین کہ اونکے کلام ضمیمہ اخبار مین صریح مذکور ہی پس
حاصل نزاع بجز اسکے نہین کہ مولوی خلیل احمد ممتنع بالغیر کہتے ہون اور مؤلف تنزیہ الرحمان
ممتنع بالذات ورنہ پہر ہماری اصلا مخالف نہین کیونکہ کلام نفسی قدیم مین ہم بہی ممتنع بالذات
کہتی ہین صرف نزاع کلام لفظی حادث مین ہی کہ آسمین استحالہ بالذات ہی یا بالغیر فلیحفظ۔
تفصیل اسکی یہہ ہی کہ کلام باریتعالی دو قسم ہے ایک نفسی۔ دوسیم لفظی۔ لفظی کے دو معنی ہین
ایک وہ جسکو بعض قائم بذات باریتعالی و قدیم کہتے ہین۔ دوسرے وہ کہ جسمین علمائے اصول

وغیرہ بحث کرتے ہین اور اوسکی اقسام خاص - عام - مشترک - ماول - ظاہر - نص خفی
مجمل - متشابہ وغیرہ بیان کرتے ہین اور جسکو محکوم علیہ بحکم ناسخ ومنسوخ فرماتے ہین
اور متحدی بہ ہونا وبجا بجا نازل ہونا ومکی ومدنی وغیرہ احکام جسکی صفت ہین اور
جسکی نسبت صاحب شرح عقائد یون فرماتے ہین التحقیق ان کلام اللہ تعالے
اسم مشترک بین الکلام النفسی القدیم ومعنی الاضافۃ کونہ صفۃ لہ تعالے
وبین اللفظی الحادث المولف من السور والآیات ومعنی الاضافۃ انہ مخلوق اللہ
تعالی لیس من تالیفات المخلوقین الخ یعنی جسکو صاحب شرح عقائد لفظی اور حادث
اور مولف او مخلوق فرماتے ہین - قسم اول یعنی کلام نفسی ولفظی بمعنی اول اعنی قائم بذات
باریتعالی وقدیم ہین کذب وعدم تطابق للواقع ممتنع بالذات ہے - قسم ثالث اعنی
لفظی بمعنی ثانی ہین کہ حادث ومخلوق ہے نزاع ہے - فرقہ حقہ کہتا ہے کہ خلق کلام لفظی کہ
مطابق للواقع وغیر مطابق لہ ہر دو ممکن ومقدور باریتعالی ہین - قسم اول یعنی مطابق
للواقع مخلوق وموجود ہے اور قسم ثانی غیر مطابق للواقع ممتنع بالغیر ہے یعنی بوجہ ممتنع بالذات
ہونے کذب کلام نفسی مدلول کے - اور نیز کلام لفظی موجود کے خلاف پر بھی حقتعالے
قادر ہے اور وہ خلاف ممکن بالذات ہے گو وقوع اوسکا محال ہو - اور صاحب تنزیہ الرحمن
اسکو ممتنع بالذات وغیر مقدور باریتعالی فرماتے ہین یعنی خلق کلام لفظی غیر مطابق للواقع کا
اور عدم تطابق کلام لفظی موجود کا ہر دو غیر مقدور باریتعالی وممتنع بالذات ہین -
پس واضح ہوگیا کہ سائل کا یہہ لکھنا (زید یہہ عقیدہ رکھتا ہے کہ امکان کذب باریتعالی
یعنی باریتعالے کا متصف بکذب ہونا ممکن ہے) محض کم فہمی ونارسائی ذہن وافترا وبہتان ہے زید سے
جو لوگ مراد سائل کے ہین وہ ہرگز یہہ نہین کہتے کیونکہ یہہ لوگ اگر امکان کذب کے قائل ہین
تو کلام لفظی حادث مولف غیر قائم بذات باریتعالی ہین نہ کلام نفسی یا لفظی قدیم قائم بذات
باریتعالی ہین اور امکان وقدرت محض کے قائل ہین نہ وقوع کے تاکہ الزام اتصاف

الجواب

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

کے مورد ہون البتہ اگر لفظی معنی مذکور صفت ہوتی تو یہہ تہمت زید پر صحیح ہوتی
ہا جو کوئی خلق کلام لفظی مذکور کو غیر مقدور کہیگا وہ بیشک منکر قدرت کاملہ ہوگا
اور خارج مذہب اہل سنت والجماعت سے ہوکر داخل فرقہ رسوا رہ نار یہ مین ہوگا اعاذنا
اللہ منہا۔ پس واضح ہوگیا کہ جملہ دلائل مولف صاحب کے محض لاطائل ہین اور کوئی
مدعی مولف کا اس تحریر طویل سے ثابت نہین ہوا یہہ جواب اجمالی رسالہ کا ہے اگر
تفصیل درکار ہے تو سنیئے۔

قولہ اقوال مفسرین الی قولہ عبارات ونصوص حضرات مفسرین کے الخ۔

اقول دلائل مذکورہ کا براہین قاطعہ ہونا عدم امکان کذب پر معنی مقدوریت
باطل ہے بوجوہ چند۔

اولاً عبارات مذکورہ سے استحالہ ثبوت کذب کلام موجودہ کا ثابت ہوتا ہے نہ امکان
ومقدوریت اعنی کلام لفظی غیر مطابق للواقع کلام موجود کے مقدور نہین۔ اور
فرق بین ہے وقوع کذب اور امکان ومقدوریت کذب مین اگرچہ مؤلف صاحب پر مخفی ہے۔

ثانیاً تقریب تام نہین کیونکہ مؤلف کا دعوی کلام لفظی حادث مین ہے اور یہہ دلائل
اوسمین جاری نہین ہوسکتے اسلئے کہ دلائل مین وجہ استحالہ نقص کو قرار دیا ہے اور مین
لکہہ چکا ہون کہ یہہ لفظی صفت باریتعالی نہین بلکہ مخلوق ہے پس مخلوق مین نقص ہونیسے
امتناع کیونکر ثابت ہوا۔ جمیع شرور سراسر نقص ہین مگر مقدور باریتعالی بلکہ مخلوق وموجود
ہین کیونکہ شر انکا کسب مین ہے نہ خلق مین۔

ثالثاً دعوی امتناع بالذات کا ہے اور نصوص مذکورہ مین مستحیل یا محال یا لایجوز
یا اسکے ہم معنی الفاظ ہین اور ہوسکتا ہے کہ مراد مستحیل عقلی بالغیر ہو یا محال شرعی نہ عقلی بالذات
تفصیل اسکی یہہ ہے کہ محال وممتنع دو قسم ہے ایک عقلی دوسرا شرعی عقلی وہ جو ثابت
بالعقل ہو اور موقوف اوپر شرع کے نہو خواہ وارد فی الشرع ہو یا نہین اور شرعی وہ جو

ثابت بالشرع ہو گو عقل اوسکے جواز سے منقبض ہو جیسے ایمان ابولہب بعض نفی
اور عقلی دو نوع ہے ایک بالذات جیسے شریک الباری و اجتماع النقیضین دوسرا
بالغیر جیسے کہ عدم عقل اول عند الحکما۔ اور شرعی بہی عام ہے عادۃً و حقیقۃً کو اور
حقیقت بہی عام ہے مالا یقع ابداً و مالا یمکن ان یقع کو پس کتب کلامیہ و تفاسیر مین
لفظ ممتنع یا محال یا مستحیل یا لا یجوز وغیرہ بولتے ہین اور مراد اوس سے بحسب قرائن
و بحسب دلالت دلیل معین کر لیتے ہین چنانچہ مواضع مذکورہ ذیل شاہد ہین کہ لفظ محال
یا ہم معنی اوسکی مطلق سے مراد بالغیر یا شرعی یا عادی ہے نہ ہر جگہ بالذات غیر مقدور باریتعالی
خود آپ کے تنزیہ الرحمن کے مقامات عدیدہ مین مذکور ہے۔
ص ۵ س ۱۶ منقول از فاضل لاہوری (وہو ممتنع) ای ایمان من اخبر اللہ تعالے
بعدم ایمانہ آپ خود اس کے استحالہ بالغیر کے قائل ہین اور فاضل لاہوری خود اسکو
بیان کرتا ہے۔ ص ۹ س ۴ منقول از علامہ ابو السعود (وما یستلزم المحال محال)
مستلزم محال لا محالہ محال بالغیر ہے۔ ص ۹ س ۶ از علامہ مذکور (فظہر استحالۃ
ایمانہم) ای من اخبر اللہ تعالی بعدم ایمانہم ص ۹ س ۶ از امام رازی (و مستلزم
المحال محال) ثانی محال سے بالغیر مراد ہے۔ ص ۵ س ۱۶ از علامہ ابو السعود (من
لا یکاد یمکن ان یباشرہ) عدم مباشرت شرک محال عقلی بالذات نہین۔
مسلم الثبوت مین ہی (خلاف علمہ تعالے ممتنع) خلاف معلوم کو مطلق ممتنع کہا اور مراد
بالغیر ہے اسلئے کہ دوسرے مقام مین فرماتے ہین (لا یخرج الممکن عن الامکان بعلم
و خبر) تفسیر کبیر جلد ثالث مین ہے (فکان صدور الایمان من ابی لہب محالاً)
تمہید ابو الشکور سالمی بیان عصمت مین ہے (فیؤدی الی تکفیر الامۃ وہذا محال)
تکفیر امت بکفرہ محال عقلی بالذات نہین مقدوریۃ جناب باریتعالی سے خارج نہین۔
فی مقام آخر من تمہید (ولا یجوز انزال الوحی علی شخص کاذب مع ظہور الشبہۃ فی دعواہ)

انزال وحی محال بالذات نہین - وفی مقام آخر منہ (وہذا لایجوز) ای الکبیرۃ من الانبیاء دیکھیئے لفظ لایجوز ممتنع بالغیر مین مستعمل ہے نہ بالذات مین - ملا علی قاری شرح شفا مین فرماتے ہین (ومن المعلوم استحالۃ وجود مثلہ بعدہ) یعنی مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم لفظ مطلق استحالہ سے بالغیر شرعی مراد ہے کیونکہ شرح حصن حصین مین تحت قول (وان لایعتدی فی الدعاء بان یدعو المستحیل) فرماتے ہین (ای شرعا او عادۃ مثل طلب النبوۃ بعد خاتم النبیین) شرح عقائد نسفی مین ہے (سواء کان ممتنعا فی نفسہ کجمع الضدین او ممکنا کخلق الجسم اما ما یمتنع بناء علی ان اللہ تعالی علم خلافہ او اراد خلافہ کایمان الکافر وطاعۃ العاصی) امتناع ایمان کافر کو مقابلہ مین ممتنع فی نفسہ کے رکھا - شرح مسلم الثبوت مین ہے (ولایجوز منا ذالک) یعنی تعذیب بلا ارسال رسل مصنف کتاب آگے تصریح کرتا ہے کہ عدم جواز بالغیر ہے نہ بالذات - مسائل بحر کنز الدقائق مین ہے (وما نستان لو لم یمکن تنزحہا) ہدایہ باب سجود السہو مین ہے (لا یمکن الاحتراز عنہ) ای جہر یسیر وخفاء یسیر - باب صلوۃ السفر کتاب مذکور مین ہے (وہو ممتنع) اے اعتبار نیۃ اقامتہ فی مواضع - بدیہی ہے کہ یہ امور محال عادۃ ہین نہ عقلا بالذات حالانکہ لفظ مطلق ہے مگر فرد کامل مراد نہین -

اب وہ تقریرات مؤلف رسالہ تنزیہ الرحمٰن کے کہ مراد محال سے محال بالذات ہی ہباءً منثورا ہو جائینگی - پس بعد تمہید مذکور کے عرض ہے کہ نصوص مذکورہ رسالہ تنزیہ الرحمٰن مین لفظ مستحیل یا محال وغیرہ سے مراد محال عقلی بالذات ہونیکی کیا دلیل ہے بلکہ اگر شرعی یا عقلی بالغیر مراد ہو تو کیا قباحت ہے بلکہ ضروری ہے کیونکہ بر تقدیر مراد لینے بالذات کے نصوص مذکورہ غلط ہوئے جاتے ہین بلکہ فاضل لاہوری اور ابو السعود کی تقریر خود دلیل واضح ہے کہ مراد محال وممتنع ومستحیل سے بالغیر ہی ہے اگرچہ یہی کوئی تامل کرے رابعاً بحث مفسرین وعلماء اصول وغیرہ کلام لفظی مین ہے یعنی جسکی وہ تقاسیم مذکورہ

ثابت بالشرع ہو گو عقل اوسکے جواز سے منقبض ہو جیسے ایمان
اور عقلی دو نوع ہے ایک بالذات جیسے شریک الباری و اجتماع النقیضین دو
بالغیر جیسے کہ عدم عقل اول عند الحکما - اور شرعی بھی عام ہے عادۃً و حقیقۃً کو اور
حقیقت بھی عام ہے مالا یقع ابداً و مالا یمکن ان یقع کو پس کتب کلامیہ و تفاسیر مین
لفظ ممتنع یا محال یا مستحیل یا لایجوز وغیرہ بولتے ہین اور مراد اوس سے بحسب قرائن
و بحسب دلالت دلیل معین کر لیتے ہین چنانچہ مواضع مذکورہ ذیل شاہد ہین کہ لفظ محال
یا ہم معنی اوسکے مطلق سے مراد بالغیر یا شرعی یا عادی ہے نہ ہر جگہ بالذات غیر مقدور باری
خود آپ کے تنزیہ الرحمن کے مقامات عدیدہ مین مذکور ہے -

ص ۹ س ۱۶ منقول از فاضل لاہوری (وہو ممتنع) ای ایمان من اخبر اللہ تعالے
بعدم ایمانہ آپ خود اس کے استحالہ بالغیر کے قائل ہین اور فاضل لاہوری خود اسکو
بیان کرتا ہے - ص ۹ س ۴ منقول از علامہ ابو السعود (و ما یستلزم المحال محال)
مستلزم محال لا محالہ محال بالغیر ہے - ص ۹ س ۶ از علامہ مذکور (فظہر استحالہ
ایمانہم) ای من اخبر اللہ تعالی بعدم ایمانہم ص ۹ س ۶ از امام رازی (و مستلزم
المحال محال) ثانی محال سے بالغیر مراد ہے - ص ۱۵ س ۱۶ از علامہ ابو السعود (من
لا یکاد یمکن ان یباشرہ) عدم مباشرت شرک محال عقلی بالذات نہین -
مسلم الثبوت مین ہے (خلاف علمہ تعالے ممتنع) خلاف معلوم کو مطلق ممتنع کہا اور مراد
بالغیر ہے اسلیئے کہ دوسرے مقام مین فرماتے ہین (لا یخرج الممکن عن الامکان بعلم
و خبر) تفسیر کبیر جلد ثالث مین ہے (فکان صدور الایمان من ابی لہب محالاً)
تمہید ابو الشکور سالمی بیان عصمت مین ہے (فیودی الی تکفیر الامۃ وہذا محال)
تکفیر امت بکفرہ محال عقلی بالذات نہین مقدوریۂ جناب باریتعالی سے خارج نہین -
فی مقام اخر من تمہید (و لا یجوز انزال الوحی علی شخص کاذب مع ظہور الشبہۃ فی دعواہ)

کرتے ہین اور خود مؤلف رسالہ ص ۳۵ مین اقرار کرتے ہین پس حاصل نصوص مذکورہ
یہہ ہوا کہ اخبار لفظی باریتعالے مین کذب ممتنع ہے اسلیئے کہ اخبار کا کذب مستلزم ہے
کذب کلام نفسی قدیم کو اور اوسکا کذب نقص علی اللہ تعالی ہے لہذا کذب لفظی ازلی
بہی مستحیل بالغیر ہوا اگرچہ فی حد ذاتہ ممکن بالذات تہا چنانچہ عبارت تفسیر رحمانی سر بسر
شاہد ہی (لانہ عبارۃ کلامہ الازلی لا دخل للکذب فیہ لانہ نقص) دیکہو کلام لفظی کو
عبارت فرمایا اور نقص کلام ازلی مین بتایا۔ علی ہذا دیگر عبارات کا مطلب یہی ہی ورنہ
اگر کذب لفظی کو نقص بالذات اور مستحیل بالذات قرار دیا جاوے تو کلام لفظی یعنی مذکور
کو قدیم قائم بذات باریتعالی تسلیم کرنا پڑیگا پہر اوسمین النسخ وغیرہ احکام جو احکام حادث
کی ہین کیونکر جاری ہونگے اور علم کلام مین بالاتفاق لفظی کو حادث کہنا کیسے صحیح ہوگا۔
حاصل یہہ کہ جس امر کو صاحب رسالہ تنزیہ الرحمن ثابت کرتے ہین وہ ہرگز ثابت نہین ہوتا
اور جو ثابت ہی اوسکا ہمین انکار نہین اور اونکو مفید نہین۔ رہا اجماع عقلا تو اوس سے
نفس استحالہ ثابت ہوگا نہ کہ استحالہ عقلی بالذات۔ علاوہ اسکو دعوی اجماع وہی نقص
یا قدم صدق ہوگا اور یہہ بالذات نفسی مین ہے نہ لفظی مین لفظی مین پہر یہی استحالہ بالغیر
ثابت ہوگا اور اوسکو ہم خود تسلیم کرتے ہین مؤلف صاحب کو اس سی کوئی نفع نہین ہوا۔

قولہ یہہ مدعا ایک اور طور پر بہی الخ

اقول حاصل اس دلیل کا یہ ہوا کہ امر ممکن فی نفسہ یعنی ایمان من اخبر اللہ تعالی
بکفرہ بوجہ امر عارض یعنی کذب کلام محال بالغیر ہوا یعنی حکم امتناع کا ایمان مذکور مین
بواسطہ ہوا اور جو حکم بواسطہ ہوتا ہے وہ واسطہ کو بالذات ہوتا ہے خواہ واسطہ فی العروض
ہو یا فی الثبوت تو حکم امتناع کذب کلام بالذات ہوگا۔ ہذا غایۃ التوجیہ منا لصحۃ
کلامکم وہو باطل بوجوہ۔
اولاً ہم امکان کلام لفظی غیر مطابق للواقع ثابت کر چکے ہین وہ محال بالذات نہین

ہو سکتا و من ادعی فعلیہ البیان۔

ثانیاً یہہ کیا ضرور ہو کہ ممتنع بالذات ہی محال کو مستلزم ہو استلزام محال مین بالذات و بالغیر اور غیر خواہ بوسائط کثیرہ ہو سب متساوی الاقدام ہین البتہ سلسلہ بالذات پر مختتم ہونا ضرور ہے **مین** کہتا ہون دخول فی الجنۃ لابی لہب ممتنع ہے بوجہ ممتنع ہونے ایمان کے چاہیے کہ ایمان بھی ممتنع بالذات ہوجاے وذالک باطل۔ عدم عقل عاشر عند الحکما ممتنع بالغیر ہے بوجہ امتناع عدم عقل تاسع وہکذا الی العقل الثانی۔ پس بموجب آپکی دلیل کے چاہیے کہ یہہ سب اعدام ممتنع بالذات ہون وذالک باطل۔

ثالثاً آپ صفحہ ۹ مین امام رازی کا قول نقل فرماتے ہین (والکذب قبیح وفعل القبیح یستلزم الجہل او الحاجۃ وہما محالان والمفضی الی المحال محال فصدور الایمان محال) ملخصاً بادنی تغییر دیکھیے امام نے یہان دو واسطہ بیان کئے پس معلوم ہوا کہ کذب محال بالذات نہین کیونکہ امام رازی کذب کو درمیان صدور ایمان و جہل واسطہ گردانتے ہین اور اصل استحالہ جہل حاجت مین فرماتے ہین یہہ تقریر آپکی مدعا کو ہادم ہوگی

رابعاً آپ اشاعرہ کے قول کو قابل استدلال نہین فرماتے کیونکہ وہ شافعی تھے۔

خامساً اشاعرہ کے نزدیک اگر کذب کلام لفظی محال بالذات ہوتا تو آپکا فرمانا صحیح ہوتا وہ تو محال بالغیر کے قائل ہین اور لزوم محال ہین دونو برابر۔ اگر یہ شبہ ہو کہ شیخ اشعری کے نزدیک لفظی ہی قدیم ہے تو **مین** کہتا ہون کہ لفظی قدیم مین کلام نہین کلام اوسمین ہے جسکو وہ تلفظ فرماتے ہین اور سابق محقق ہو چکا کہ ایک لفظی قدیم ہے اور دوسرا مخلوق حادث۔

قولہ اس استدلال کے کچھہ معنے نہون گے الخ

اقول جب معلوم ہوگیا کہ محال بالغیر بھی محال کو مستلزم ہوتا ہے تو استدلال کے

عمدہ معنی ہونگے تامل و غور چاہیے اور انصاف شرط ہے اور اثبات مدعے
کی دہن میں علما کو ایسی بیخبری و بے پروائی سخت نازیبا ہے ۔

قولہ ابولہب کا ایمان غیر ممکن الخ

اقول کذب کلام باری تعالیٰ من کل الوجوہ توکسیکے نزدیک ممکن نہیں اور
نہ کوئی قائل ہے یہ آپکا افترا ہے مگر ہان جیسے کلام نفسی حادث کا کذب
ممکن ہے ایسے ہی ایمان ابولہب بہی ممکن ہے اور جیسے وہ محال بالغیر ہی ایسے ہی
یہ بھی محال بالغیر ہے صرف اتنا فرق ہے کہ کلام مین استحالہ بواسطہ واحدہ ہے
اور ایمان ابولہب مین بدو واسطہ پس آپکا یہہ فرمانا کہ ایمان ابولہب محال کیونکر
ہوا نہایت متعجب ہے کہ آپ جیسے معقولی کو یہ بھی فرق معلوم نہین ہوا ۔

قولہ معلوم ہوا کہ اشاعرہ کے نزدیک خدا تعالیٰ کا کذب ممکن نہین الخ

اقول خدا کا وقوع کذب تو اشاعرہ کیا کسیکے نزدیک بہی ممکن نہین جاہے خبر
محال للوقوع کا پیدا کرنا اور اوسپر قادر ہونا سب کے نزدیک ممکن ہے آپکے ہان
وہ بہی محال عقلی بالذات ہوگیا تعجب ہے ۔ اب عبارت فاضل لاہوری
و ابو السعود و امام رازی سب ہمارے موافق ہین نہ مخالف اور ہمکو چند امور مین
مفید ہین نہ آپکو سوا ایک تو یہی ہے کہ محال کا اطلاق محال بالغیر پر بہی آتا ہے
چنانچہ سابق گذر چکا ۔ دوسرے یہ کہ جواز سے مراد جواز وقوعی بہی ہوتا ہے

پس اگر جواز کذب کلام لفظی کو مستحیل کہیں کہا ہی تو ہوسکتا ہی کہ جواز وقوعی کو کہا ہو نہ جواز امکانی کو پس فرمایے آپکا استدلال کسطرح قابل التفات ہوگا

قولہ پس ما نحن فیہ جبکہ الخ

اقول یہاں آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ایمان من اخبر اللہ تعالے بخبرہ ممتنع بالغیر ہے اور آئندہ صفحہ ۳۹ کے آخر میں مقر ہوئے ہیں کہ الفاظ بالذات صادق و کاذب نہیں ہوتے بلکہ بدولت اپنے مدلولات کے ہوتے ہیں انتہی۔ پس میں کہتا ہوں کہ خبر کفر ابی لہب وغیرہ کیا مدلول کفر ابی لہب وغیرہ ہے اور وہ ممکن بالذات ممتنع بالغیر ہے پس بقول آپ کے امکان ایمان بعینہ امکان کذب خبر ہوا۔ پس جو اعتراض کہ صفحہ ۳۹ میں مولانا خلیل احمد صاحب پر کرنا چاہتے ہو وہ یہاں آپ پر بھی وارد ہے۔ رہا جواب ما ترید بہ سوا اوس سے آپکا مدعی ہرگز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اگر مستلزم محال محال بالذات ہی اگر ہوتا تو آپکو گونہ مدد ملتی اور جبکہ محال بالغیر بھی بوجہ محال بالذات کے مستلزم محال ہوسکتا ہے تو آپکو کیا فائدہ ہوا ذرا غور و فکر فرما تامل کیجیے کہ جناب نے کذب ممتنع بالذات افراد دیگر استدلال کی بنا رکھی ہیں اوسکا اثبات واجب تھا۔

قولہ اب اہل انصاف کی خدمت الخ

اقول ایمان ابولہب وغیرہ کے امتناع پر استدلال جو علما نے بیان کیا ہے وہ آپ کی سمجھ مین نہین آیا اسلیئے آپکو خدشات ہین۔ سنیئے ایمان ابولہب مستلزم ہی کذب کلام نفسی صفت قدیم کو جبکہ مستلزم ہے کذب کلام لفظی کو کیونکہ لازم کا لازم بھی لازم ہوتا ہے پس علما استحالہ ایمان ابولہب پر استدلال کذب کلام نفسی کے استحالہ سے لاتے ہین نہ استحالہ لفظی سے کیونکہ وہ خود بالغیر محال ہے اور ظاہر ہے کہ ما بالعرض کے واسطے ما بالذات ضرور ہے پس اب تقریر علمانہ تطویل لاطائل ہی نہ آپکو مفید ہی۔ ہان اگر امتناع کذب کلام نفسی امتناع ایمان ابولہب وغیرہ کو مستلزم نہوتا تو البتہ امکان کلام لفظی کے کذب سے جواب ہو سکتا تہا پس آپ کی جملہ تقریر بے سود ہوگی فقط اسی شبہ پر مبنی تہی جو عرض ہوا۔ باقی آپکا فرمانا کہ خدا کے کلام لفظی کا بہی کاذب ہونا ممتنع بالذات اور غیر ممکن ہے فقط ایجاد بندہ ہے کیونکہ ابہی تک اور نہ آیندہ آپنے کذب کلام لفظی کے امتناع بالذات کو نہ کسی قول سے نہ آیت سے نہ حدیث سے ثابت کیا اور جو لکھا وہ بے محل لکھا۔ اب آگے یہ فرمانا کہ ماتریدیہ کا وہی مذہب ہے جو اشاعرہ کا یہ صحیح مگر آپ کو مفید نہین کیونکہ لفظی یعنی مذکور مین استحالہ کذب بالذات مذہب کسیکا بہی نہین جس کلام کے حدوث کے ماتریدیہ قائل ہین اشعری بہی تسلیم کرتے ہین اور تلفظ نام رکھتے ہین عبارت شرح مواقف جو آپ ہی آیندہ رسالہ مین نقل فرماتے ہین صراحتاً دال ہے پس اس کلام مین خلف کا ممکن بالذات ممتنع بالغیر ہونا وہ تسلیم کرتے ہین

قولہ عبارات حضرات متکلمین الخ

اقول آپکو ہی جرأت ہے جو سید سند کا قول اپنے مدعیٰ کے ثبوت مین پیش کرتے ہین جناب عالی سید سند تو خود تین دلیلین بیان کرتے ہین اور دو کی نسبت حکم دیتے ہین کہ نفسی مین جاری ہین نہ لفظی مین اور تیسری دلیل البتہ نفسی و لفظی دونو مین جاری ہے مگر اس سے استحالہ عقلی بالذات ثابت نہین ہوتا بلکہ عام ثابت ہوتا

کیونکہ اجماع انبیاء علیہم السلام قول شارع ہے تو استحالہ شرعی ہوا نہ عقلی۔
علاوہ اسکے اجماع کے واسطے داعی ضرور ہے پس وہ یا نقص ہوگا یا عدم صدق
سو معلوم ہوچکا کہ یہ دونو موجب استحالہ عقلی بالذات کذب کلام لفظی حادث کو نہین لہذا
یہ عبارت نقل کرنا محض لغو اور بے موقع ہوا بلکہ آپکے دعوے کو سخت مضر ہے ہان
آپ کی کتاب کو اگر کوئی ایسا آدمی دیکھیگا کہ اوسنے شرح مواقف نہ دیکھی ہو تو خیر دہوکہ
مین آجائیگا۔ ملا دوانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت بہی آپکو اصلا مفید نہین کیونکہ وہ دلیل
نقص کو اخذ کرتے ہین اور سید سند نے فرمایا کہ نقص سی لفظی مین استحالہ ثابت نہین
ہوسکتا۔ عبارت عضدیہ مین استدلال اجماع سے ہے سو اوس سے استحالہ شرعی
ثابت ہوا نہ عقلی بالذات پس وہ بہی آپکو مفید نہین۔

علی ہذا مویف کا قول بہی آپکو مفید نہین اسلئے کہ وہ یا اجماع لیتا ہے یا نقص
اور دونو کا حال معلوم ہوچکا۔ ایسی ہی خیالی بہی اجماع کو مستدل بہ فرماتے ہین
پس متکلمین کے اقوال آپکے مدعی سے بہت دور ہین آپ کو تو وہ قول نفع دے
جسمین کذب لفظی بمعنی مذکور ممتنع بالذات لکہا ہو اور انشاء اللہ تعالی یہ قیامت تک
آپ سے اور آپ کے معاونین سے نہین نکلے گا۔

قولہ ایک اور استدلال اقوال متکلمین سے الخ

اقول یہ استدلال ہی کیا ہے فقط اتنا ہے کہ اشاعرہ کہتے ہین امتناع
کذب کا مبنے اوپر قبح عقلی کے نہین۔ یہ استدلال تو اوسوقت آپکو مفید ہوتا کہ خصم
امکان کذب مطلقا کا قائل ہوتا امتناع کسی قسم کا نہ کہتا خصم تو امتناع شرعی و
وامتناع عقلی بالغیر کا قائل ہے۔

رہا قول آپکا امکان کذب باری تعالی بالاجماع محال ہے اسمین کسکو کلام ہے
گفتگو بالغیر و بالذات مین ہے آپکے استدلال سے مطلق محال ثابت ہوا اور دعوی

خاص بالذات کا تہا کیا ثبوت عام ثبوت خاص کو مستلزم ہے۔
حاصل یہ ہے کہ جو کچھ دلیل سے ثابت ہوا وہ آپکا مدعی نہیں جو مدعا ہے
وہ ثابت نہیں۔ اگر حسن و قبح عقلی ہوا تو آپکو کیا فائدہ ہوا عقلی ہی ذاتی و عرضی ہے

قولہ نصوص علماء اصول الخ

اقول دعوی کچھ اور دلیل کچھ اِن چاروں عبارتوں سے
نفس محال ہونا کذب کا معلوم ہوا نہ یہ کہ نفسی قدیم ہی ہی یا لفظی حادث
ہیں پھر محال بالغیر ہے یا بالذات الحی حضرت مطلق محال کا انکار نہیں
فرد واحد یعنی محال بالذات کا اور اوسکا اس سے ثبوت نہیں پھر
آپنے عبث تکلیف اوٹہائی کچھ تو تامل فرمائیے۔

قولہ ایک دلیل عقلی قائم کی جاتی ہے الخ

اقول یہ دلیل وہی ہے جو صاحب مواقف نے دلیل ثانی

کرکے لکھا ہے کوئی دوسری دلیل نہین - اور اسکی نسبت وہین
شارح مواقف نے لکھدیا ہے کہ اس سے استحالہ کذب کلام
نفسی کا ثابت ہوتا ہے نہ کذب کلام لفظی کا امتناع - جناب
مولوی صاحب بحث کلام لفظی مخلوق غیر صفت مین ہے نہ کلام نفسی
یا لفظی صفت مین دلیل سے آپ صفت مین ثابت کرتے ہین اور
مدعی غیر صفت مین پس ناحق کاغذ سیاہ کرتے ہین - اب یہانتک
بخوبی واضح ہوگیا کہ جملہ دلائل مخدوش ہین بلکہ آپ کے
دعوے کی کوئی بھی دلیل نہین دعوی محض دعوی ہی دعوی
ہے اور دلائل کسی دوسرے امر کے ہین تعجب ہے کہ آپنے
ضمیمہ اخبار کو بغور مطالعہ نہ فرمایا اور رد کرنے کی ہمت باندہلی
ایسی تحریرات سے لوگ آپ سے غیر معتقد ہوئے جاتے ہین -

قولہ اگر یہ کہا جائے الخ

اقول ایسے لایعنی شبہات اہل حق کو نہین ہوتے یہ کسی

الفاظا عقلی ہین اور ایک امتناع فیہ اور ثانی فیہ مین ترجیح یعنے نقصان عقلی قرار دیا ہے اور وہ الفاظا عقلی ہر

ناوادان کا شبہ ہے مگر اتنا سن لیجیے کہ قبح عقلی بالذات و بالعرض دو قسم کا
ہوتا ہے محض عقلی ہونے سے بالذات کا ثبوت کب ہوا بالذات اگر ہے تو
کلام نفسی صفت ہین سے ہے نہ لفظی حادث غیر صفت مین پس حکم امتناع
جو قبح پر مبنی ہے وہ بھی بالعرض ہوگا نہ بالذات۔

قولہ براہین واسطہ فی الاثبات ہین الخ

اقول یہہ بات اگر آپ کے قلم سے نہ صادر ہوتی تو بہتر تہا آپ کی
منطقیت کے ہم معتقد تھے اول تو آپکا یہ فرمانا کہ براہین واسطہ فی الاثبات
ہین صحیح نہین کیونکہ دعوی آپکا امتناع بالذات کذب کلام لفظی ہی اور براہین
مذکورہ سے ثابت نہین چنانچہ گذرا۔

دوسرے یہہ کہ واسطہ فی الاثبات ہونا ایک شی کا منافی واسطہ فی الثبوت
یا فی العروض کے نہین مثلاً ید واسطہ فی الثبوت ہے حرکت مفتاح کی لئے
اور باوجود اسکی یون استدلال لا سکتے ہین چونکہ مفتاح ید متحرک مین ہے
لہذا متحرک ہے اور چاہے قیاس بنا لو ہذا المفتاح متحرک لانہ فی الید
المتحرکۃ وما کان کذلک فہو متحرک دیکہو وہی ید جو واسطہ فی الثبوت
تہا اس تقدیر پر واسطہ فی الاثبات ہوگیا علی ہذا صندوق واسطہ
فی العروض ہے برائے حرکت للمحمول فیہ مع ہذا کہہ سکتے ہین محمول صندوق سے
ملاصق ہے لہذا متحرک ہے اور مثل سابق قیاس بہی بنا سکتے ہین

علی ہذا عدم عقل اول عند الحکماء وایمان ابولہب عند المتکلمین ممتنع بالغیر ہین پس
ان کے امتناع بالغیر کو دلیل سے ثابت کرین تو بیشک بموجب آپ کی تحریر
کے وہ دلیل یا برہان واسطہ فی الاثبات ہوگی حالانکہ امتناع بالغیر ہی ثابت
ہوگا نہ بالذات غرض یہ ہے کہ برہان کے واسطہ فی الاثبات ہونے سے
امتناع بالغیر کا انکار یا امتناع بالذات کا اثبات ضرور نہین جیسی دلیل ویسا
حکم زیادہ بسط کی حاجت نہین پس مسئلہ مبحوث عنہا مین بہی ہم کہسکتے ہین کہ نقص
وغیرہ کو جو حکم بالذات ثابت ہے یعنی حکم امتناع وہ کذب مین بواسطہ نقص ہے
نہ بالذات اور نقص کذب کے لئے واسطہ فی الثبوت ہے یا فی العروض تو
استدلال کی واسطہ فی الاثبات ہونے مین کیا فتور آئیگا یا ہم کہین کہ امتناع کذب اور
نقص بالذات کلام نفسی مین نہین کلام لفظی مین بواسطہ اوسکے۔ پس محال بالغیر ہوگا
نہ بالذات اور خود عبارت رحمانی جو آپنے صفحہ ۶ مین نقل کی ہے ملاحظہ
فرمائیے کلام لفظی کو دال علی النفسی فرمایا اور حکم مدلول کا دال کو دیا آپ ہی انصاف
فرمائیے کہ یہہ حکم بالذات ہے یا بالعرض۔

قولہ لفظ استحالہ سے مراد کامل یعنی امتناع بالذات ہے الخ

اقول اب جناب کو بعد انفراغ تحریر جملہ اپنے دلائل کے کچھہ تنبیہ ہوا کہ خصم
امتناع بالغیر کا مقر ہے اور یہہ دلائل اوسکو کچھہ مضر نہین اور مجکو اثبات امتناع بالذات
کا واجب تہا وہ ان دلائل سے ہرگز ثابت نہین ہوتا تو اوسکی اصلاح خلل کیواسطے
یہ مقدمہ ایجاد فرمایا کہ المطلق یراد بہ الفرد الکامل پس گویا تمام استدلال آپ کا
یہ ایک مقدمہ ہے اور بس باقی ہوس پس بہوشش ملاحظہ فرمائیے کہ فرد کامل
وہان مراد ہوتی ہے کہ کوئی قرینہ فرد ناقص کے وجود کا وہان نہو اسیواسطے
لکھتے ہین کہ المطلق اذا اطلق پس اس موقع خاص مین تو دلیل موجود ہے کہ فرد کامل

مراد نہین بلکہ ناقص ہی مراد ہے کیونکہ **بیضاوی و ابو السعود وغیرہا**
صاف لکھتے ہین کہ اخبار شے مقدوریت خلاف کو رفع نہین کرتا ذرا اپنے رسالہ کو
ملاحظہ فرمالو پس ارشاد ہو کہ درصورت مقدوریت خلاف ما اخبر کے یہ استحالہ بالذات
ہوتا ہے یا بالغیر اور مراد ناقص ہے یا کامل حیرت ہے آپ کی ایسی جرأت
تحریر پر خیر اس سے چشم پوشی فرمائی اور اس اپنے دعوے پر دلیل لائیے کہ یہان
امتناع بالذات مراد ہے نہ بالغیر کیونکہ البنیۃ علی المدعی متواتر ہے اور عمل اسپر
واجب ہے اور **مین** سابق مین پورے طور سے محقق کر چکا ہون کہ محال کا اطلاق
محال بالغیر پر بھی آتا ہے اور **تفسیر کبیر** سے کذب کے امتناع بالغیر ہونیکو خود
آپ ہی نقل فرماتے ہین صفحہ ۹ ملاحظہ ہو حاجت اعادہ نہین واللہ یہ مقدمہ
جناب کو کوئی نہ مدد دیوے اور نہ یہ عبارات آپکو نفع دین علاوہ برین تماشا یہ ہے
کہ آپ خود امتناع بالذات کو فرد کامل فرماتے ہین تو بالضرور امتناع بالغیر فرد ناقص
ہوئی مولوی صاحب انصاف شرط ہے اطلاق کلی کا افراد مین مجاز ہوتا ہے
یا حقیقت پانچ سطر کی بات آپنے اپنی یاد نہ رکھی۔ اور اگر ارشاد ہو کہ مراد فرد
من حیث انہ مقید بقید زائد ہے اور کلی مطلق تو لامحالہ مجاز ہوگا جیسا **سلم العلوم**
وغیرہ مین ہے تو مین کہتا ہون امتناع بالذات مین بھی اس تقدیر پر مجاز ہوگا
ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی لہذا آپکا بالذات کو حقیقت فرمانا غلط ہوا۔ اور
اگر حیثیت فردیت سے قطع نظر کیجائے تو بلا تامل حقیقت ہی ہوگا اور ممکن ہے
اینصوص مین اسی قبیل سے اطلاق ہو پس استدلال آپکا مخدوش ہوگیا حاصل مرام
یہ کہ ہر خاص و عام جانتا ہے کہ زید عمرو پر اطلاق انسان حقیقتاً ہے انسان
و فرس پر اطلاق حیوان حقیقتاً ہے مجازاً نہین اگر کوئی کہے رایت حیوانا یرمی
تو کیا آپ سوا انسان کے دوسرا مراد لینگے اور بلفظ حیوان یہان مجاز فرمائینگے تعجب ہے

قولہ مجاز کی طرف عدول کرنا ہے الخ

اقول باطل ہے چنانچہ گذرا اور مکرر عرض ہے اطلاق لفظ محال و ما فی معناہ شرعی و عقلی بالذات و عقلی بالعرض وغیرہ سب مین مستعمل ہے حقیقتاً نہ مجازاً۔ بر تقدیر تسلیم عدول ہو تو کیا حرج ہے جب خلاف پر دلیل موجود ہو پس حقیقتاً ممتنع ہوئی اطلاق علی المستحیل پایا گیا وہو علاقۃ المجاز۔

قولہ خلف فی الوعید قول محققین نہین الخ

اقول قبل مقصود دو باتین عرض کرلون - اول یہ کہ ما سبق سے واضح ہو لیا ہے کہ خلاف ما اخبر بہ اور خلاف ما علم اللہ خلافہ داخل تحت قدرت رب الارباب ہین ابو السعود اور بیضاوی سے صف۱۱ مین آپ خود نقل فرما چکے ہین اور نیز امام رازی تحت آیت ولو شئنا لبعثنا الآیہ فرماتے ہین (وقالوا دلت الآیۃ علی ان خلاف معلوم اللہ تعالے مقدور لہ تعالی) ابن ماجہ مین ابی بن کعب سے مروی ہے (لو ان اللہ تعالی عذب اہل سمواتہ واہل ارضہ عذبہم وہو غیر ظالم لہم الحدیث) **دوسرا امر** یہ ہے کہ مراد جواز سے دو معنی ہو سکتے ہین ایک جواز وقوعی کہ جسکے وقوع سے کوئی استحالہ لازم نہ آئے اگرچہ کبھی موجود بھی نہو اور ہمیشہ ہمیشہ معدوم ہی رہے لیکن اگر موجود ہو تو استحالہ بھی لازم نہ آئے اور اسکو آپ ہی صف۲۳ مین تسلیم فرماتے ہین اور کہتے ہین محققین کا رد بھی دال ہے کہ وہ لوگ وقوع کے قائل ہین حالانکہ اون لوگون نے لفظ یجوز ہی فرمایا ہے پس معلوم ہوا کہ لفظ یجوز سے مراد جواز وقوعی ہی ہوتا ہے - اور صف۲۵ مین بحر العلوم کا قول بھی دال ہے (جوازاً و وقوعاً) اور فاضل لاہوری سے بھی صف۷ مین منقول ہے (والمراد بالجواز الجواز الوقوعی) اور نیز صف۱۸ مین امام کا قول منقول ہے (فلا بد ان یقع) معلوم ہوا کہ وقوع کا ہے رد کرتی ہین اور

نیز بہت شواہد ہیں لیکن جب آپ خود تسلیم فرماتے ہیں تو زیادہ بیان کی حاجت نہیں دوسرے معنی جواز کے جواز امکانی یعنی مقدور باریتعالی ہونا ہے اس معنے پر ہر جائز مقدور ہے پس حاصل یہ ہوا کہ لفظ جواز کا اطلاق کبھی تو جواز وقوعی بمعنی مذکور پر آتا ہے اور کبھی جائز مقدور پر آتا ہے مگر اسکی بھی دو قسم ہیں **ایک** وہ جسکے وقوع سے محال لازم آئے اور **دوسرا** وہ جو ایسا نہو تو فقط جواز بمعنے اول خاص ہوا اور بمعنی ثانی عام - اب میں کہتا ہوں کہ سلف پر خواہ مخواہ اعتراض کرنا مناسب نہیں - پس ہوسکتا ہے کہ تصریح تفتازانی وغیرہ (بان المحققین علی عدم جوازہ) و تصحیح نسفی و بیان محقق دوانی سب جواز و وقوع بمعنے اول کی طرف راجع ہوں اور اثبات جواز دیگر علماء متقدمین کا طرف جواز بمعنے مقدوریت کے راجع ہو پہلے لوگ مقدوریت کے منکر نہیں دوسری قوم جواز وقوعی کی قائل نہیں پس بظاہر یہ نزاع لفظی ہے - اور اگر بالفرض وہ جواز وقوعی کے قائل ہوں تب بھی ہمارے مدعی پر آنچ نہیں پہونچتی اگر اونپر رد ہوا تو مقدوریت کب باطل ہوئی کیا نفی خاص سے نفی عام ہوجائیگی - اور رد میں ان آیات کو پیش کرنا بطور واضح دال ہے کہ جواز وقوعی کو رد کرتے ہیں نہ جواز امکانی کو نصوص میں نفی فعلیت ہے نہ امکان ہم ایسے علماء کیطرف عدم تمامی تقریب کا عیب نہیں لگاتے - پس جب خلف وعید مقدور و ممکن و ثابت ہوا تو استدلال درست و صحیح ہوا اور جمع بین القولین ہمیشہ داب علماء رہا ہے - آگے چلکر امام رازی کا رد صریح دال ہے کہ وہ جواز وقوعی کو رد کرتے ہیں یہ کیسے ہوسکتا کہ وہ مقدوریت کے منکر ہوجاویں وہ تو خود مقر ہوچکے ہیں کما مر - اور امام کا للعجز اور للجہل کو واسطہ گردانا خود مقتضی ہے کہ امتناع بالذات نہیں بلکہ بالغیر ہے اور وہ جو آخر میں بسبب قطع بوقوعہ کا حکم فرماتے ہیں یہ عدم مقدوریت خلاف کو مقتضی نہیں ہے مسلم الثبوت و بحر العلوم کا جواب تقریر سابق سے معلوم کر لیں -

مناظرہ منقولہ مین وقوع خلاف وعدہ پر گفتگو ہوئی ہے ابو عمرو بن العلاء اسکو کرم کہتا ہے اور عمرو بن عبید جواب سے تکذیب نفسہ فرماتا ہے نہ مقدوریت کا تذکرہ اور نہ عمرو بن عبید مقدوریت کا منکر اور نہ ابو عمرو بن العلاء اوسکا مثبت بدیہی بات ہے کیا نزاع ہوتی مقدوریت کا تو کوئی منکر ہوا ہی نہین سوا بعض فرق معتزلہ کے پس اس مناظرہ سے آپکو کوئی فائدہ نہوا رہا وعیدات کا مشروط بعدم العفو ہونا یہہ خود مقتضی ہے کہ خلاف ممکن مقدور رہے ورنہ شرط کی کیا ضرورت ہے یہ عین مدعی خصم کا ہی

قولہ اور غیر محققین گو جواز خلف فی الوعید کے قائل و معتقد ہین الخ

اقول یہ خود ظاہر ہے کہ کذب عام ہے چنانچہ صفحہ ۲۲ مین محقق دوانی کے کلام سے عموم کذب کا اور خصوص وعید کا ظاہر ہے لقولہ لِاَنَّ الکذب الخ اور خلف وعید خاص ہے کذب جنس ہے اور خلف وعید ایک نوع اوسکی ہے پس جواز کذب بھی جنس ہو گا اور جواز خلف وعید نوع اوسکی ہوگی اور یہ میزان منطق دان بہی جانتا ہے کہ ثبوت نوع سے ثبوت جنس کا لازم و واجب ہی کیونکہ ارتفاع جنس کا ارتفاع جملہ انواع کو لازم ہے اور یہہ امر بدیہی ہے پس یہ فرمانا صاحب رسالہ کا کہ جواز خلف وعید کے معتقد جواز کذب کے معتقد نہین یہ طرفہ فقرہ و عجب العجاب مضمون ہے اگر صاحب رسالہ کو یہ بدیہی امر نظری و مستحیل نظر آیا تو کیا پچھلے علماء متکلمین کو بہی کوئی ایسا گمان کر سکتا ہے حاشا وکلا کہ نوع کے وجود کے قائل ہوکر اوسکے جنس کے عدم کے قائل ہون پس بدیہی و ضروری ہے کہ وہ لوگ جواز کذب کے قائل ہونگے اور یہ وہی مضمون ہے کہ مولنا خلیل احمد صاحب نے ابتداء براہین قاطعہ مین تحریر فرمایا ہے کہ خلف وعید مین علماء متقدمین کا اختلاف ہوا ہے اور امکان کذب فرع ہے یعنی کذب جنس ہے اور خلف وعید نوع اوسکی اور جواز خلف وعید کا مستلزم جواز کذب کو

جیسے جملہ حملیہ کاذب ہو سکتا ہے ایسے ہی جملہ شرطیہ پس محقق دوانی کی عبارت سے لزوم مین کچھ خامی نہین آئی یہ جواب آپ کا مبنی اوپر نہ تدبر کرنے مراد قائل کے ہے۔

قولہ مجوزین خلف فی الوعید کے گو معتقد الخ

اقول خلف وعید مین دو احتمال ہین ایک مقدوریت خلف وعید دوسرے جواز وقوع وعید مقدوریت خلف وعید کا کوئی اہل حق انکار نہین کرتا جواز وقوعی کا بعض اثبات کرتے ہین لیکن محققین بوجہ لزوم کذب رد کرتے ہین اور آیات وعید کی تاویل کرتے ہین پس سند زید کی مقدوریت ہے نہ جواز وقوعی تاکہ بوجہ رد ہو جانے یا ماول ہونے کے زید کو مفید نہو زید کی سند تو نہ کسی نے رد کی نہ رد ہو پس یہ جواب بھی بر بناء عدم فہم مراد زید ہے۔

قولہ علاوہ اسکے الخ

اقول یہان آپ خود اقرار کرتے ہین کہ جواز وقوعی ہی کو

علماء رد کرتے ہین معلوم ہوا کہ جواز امکانی بمعنے مقدوریت کو نہین رد کرتے
پس مین کہتا ہون کہ اگر استدلال زید جواز وقوعی سے ہو تو آپکا اعتراض
فی الجملہ وارد ہوگا ورنہ اگر جواز امکانی زید کا مستدل بہ ہے تو آپکا اعتراض
ہرگز درست نہین کیونکہ جواز امکانی و مقدوریت کو وقوع ضرور نہین۔

تنبیہ۔ واضح ہو کہ مولف رسالہ کی جملہ عبارات جو دربارۂ خلف وعید منقول ہین کوئی قابل احتجاج نہین اسلیئے کہ مولف خود فرماتے ہین کہ علماء جواز وقوعی کو رد فرماتے ہین پس جواز امکانی بمعنے مقدوریت جو اس سے عام ہے ہرگز رد نہین ہوا النفی خاص سے نفی عام لازم نہین ہوتی پس یہ اعتراض کہ وقوع کا قائل ہونا پڑیگا نیز اوپر عدم فہم استدلال زید ہے۔

قولہ بعد تمہید الخ

اقول اس دوسرے عنوان کی شق اول کا جواب تو ماسبق گذر چکا فلا نعیدہ لیکن اتنا کہنا باقی ہے کہ قضایا وعید کو مطلقاً مطلقہ عامہ فرمانا مقرون بصحت نہین کیونکہ بعض قضایا مطلقہ عامہ نہین بلکہ دائمہ

یا وقتیہ ہین مثلاً اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وامثالہ
سالبہ دائمہ مطلقہ کے حکم مین ہین نہ سالبہ مطلقہ عامہ کیونکہ نفی فعل پر
وارد ہے پس المشرک لا یغفر دائماً اور المشرک یمکن ان یغفر مین تنافی
نہین اسلیئے کہ نقیض دائمہ ممکنہ نہین ہوتا - البتہ موجبہ مطلقہ
عامہ سالبہ دائمہ کی نقیض و مخالف ہے مگر وہ لازم نعین ہیں پس جو مخالف
وہ لازم نعین اور جو لازم وہ مخالف نہین - علیٰ ہذا بعض وعیدات ہین
یوم قیامت کی قید ہے تو وہ وقتیہ کے حکم مین ہونگے بدین معنی
کہ حکم وقت معین مین ہے نہ مطلقہ عامہ اور وقتیہ کا صدق کذب
مثل صدق کذب مطلقہ عامہ نہین ہوتا پس یہ اعتراض بھی مبنی ہے
اوپر نہ تدبر کرنے وعیدات کے - تعجب ہے کہ آپ اصطلاحات
منطقیہ مین تو خود غلطی کرین اور اپنی غلطی سے اہل حق کو مورد احادیث
و آیات فرمادین اگر منکرین عموم قدرت کو مکذبین آیات قرار دیکر مورد
آیات کہا جائے تو بجا و زیبا ہے -

قولہ در جواب شبہ اول تو اسکا جواب خود شامی کے اوس قول سے الخ

اقول اسکا جواب بخوبی ہم دیچکے لہذا یہان ترک کرتے ہین -

قوله اولاً سید صاحب نے الخ

اقول کیا عجیب جواب ہے آپ جو سابق مین انہی نقول فرما چکے ہین وہان بہی تو اکثر نقول کسی طرف منسوب نہین پس آپ کے قول سے وہ سب غیر معتبر وغیر قابل احتجاج ہوگئین۔

اور اگر ارشاد ہو کہ مصنفین کی طرف منسوب ہین تو کیا سید سند مصنف نہین عجیب طرفہ ہے کہ دوانی و تفتازانی و قاضی بیضاوی و ابو السعود وغیرہ مصنفین کی نقول بلا نسبت قبول ہو اور سید سند کی جو اکثر سے مقدم ہین قبول نہون۔

قوله بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے الخ

اقول یہ جواب آجتک کسی نے نہین دیا۔ آپ خود فرماتے ہین کہ یہ خلاف محققین کے ہے کیا محققین کو یہہ کہنا نہ آتا تہا کہ سید نے منسوب نہین کیا اور سید شریف معتزلہ کے جواب مین کہتے ہین اگر اس جواب کی کچھ بھی اصل ہوتی تو محققین کیون خواہ مخواہ درپے رد کد ہوتے صاف لکھدیتے۔ اب سنئے سید صاحب شرح بحث مین کہہ چکے اور مصنف کا قول تسلیم کر چکے کہ (ما قالتہ المعتزلۃ لا ننکرہ نحن) اور ظاہر ہے کہ معتزلہ کا قائل ہونا امکان خلف کلام لفظی غیر مطابق للواقع اگر ہوگا تو اسیواسطے ہوگا کہ وہ حادث ہے اور سید اس امر مین اونکی مطابق تو سید کیسے جواب دیسکتے ہین پس جب سید خود اقرار حدوث کر چکے تو لامحالہ مقدوریت کے قائل ہونگے ورنہ تنافی بین الاقوال لازم آئیگی اور یہان کوئی قرینہ نہین کہ سید نے محل جواب مین کہا خود معتقد نتہے ایسا کوئی نہین کہ مخالف کا کلام لکہے اور خلاف پر آگاہ نکرے ہم سید شریف سے بدظن نہین۔ باقی بعض سائل مین جو یہہ ہے ان خبر اللہ الخ تو اوسکا حال سنئے میر سید شریف نے میر قطبی مین فرمایا کہ باعتبار نفس ماہیت خبر کے ہر خبر محتمل صدق و کذب ہے بعد اوسکے فرمایا کہ یہ اعتراض

وارد ہوگا کہ خبر اللہ و رسولہ باعتبار خصوصیت کے احتمال کذب نہیں رکھتی پس روشن ہے کہ میر کا مطلب یہ ہے کہ گویا جہتا نفس ماہیت محتمل ہے لیکن اس خصوصیت کے باعث احتمال رفع ہوگیا میں کہتا ہوں جب ماہیت خبر کا یہ حکم ہوا کہ وہ محتمل صدق و کذب ہی تو لامحالہ ہر فرد کا یہ حکم ہوگیا ورنہ لازم آئیگا کہ حکم کلی باعتبار صدق علی الافراد بعض افراد میں نہو و ذالک باطل پس خود کلام سید سے معلوم ہوا کہ محض ذات خبر کی اعتبار سے امکان ہی گو عارض کی وجہ سے امتناع لاحق ہوگیا اور کلام نفسی اس ماہیت کی فرد نہیں تاکہ یہ تقریر وہاں جاری ہو وہ اسکے مغایر ہے البتہ کلام لفظی مولف مرکب فرد ہے تو بیشک حکم ماہیت متعدی ہونا چاہیئے۔

پھر میں کہتا ہوں کہ خبر اللہ و رسولؐ کو سید سند ایک حکم عطا کرتے ہیں کیا آپ کے نزدیک خلاف خبر رسول بھی ممتنع بالذات ہے پس میر سید شریف کا دونو کو ایک حکم رکھنا خود واضح قرینہ ہے کہ امتناع بالغیر مراد ہے نہ بالذات۔ حاصل یہ کہ خلف وعید اور کذب خبر بھی مراد سید کی لفظی حادث ہے اور اوسکو وہ خود سابق

ؔ اس سے مقصود مولوی خلیل احمد انبہٹوی ہیں جنکا مناظرہ ضمیمہ اخبار نظام الملک مراد آباد میں چھپا ہے ۔ ۱۲

مین حادث فرما چکے ہین - منکرین قدرت کو شاید میر قطبی دیکھکر شبہ ہو گیا ہو

افسوس صد افسوس - یہان گفتگو خلق کلام لفظی غیر مطابق للواقع مین ہے یہ کذب

ہرگز نہین ناحق بے سمجھے طعن کرتے ہو فقط ایک امر کی خبر سنکر جانب مخالف کو

غیر مقدور کہنے ہو یہ عقیدہ اہل سنت کا نہین بلکہ فرقہ ضالہ اسواریہ کا ہے جو منجملہ

فرق معتزلہ ایک فرقہ ہے کمافی المواقف (الاسواریۃ اصحاب الاسواری

وافقوا النظامیۃ فیما ذہبوا الیہ و زادوا علیہم ان اللہ تعالے لایقدر علی ما اخبر

بعدمہ او علم بعدمہ والانسان قادر علیہ الخ) جواب ثانی و ثالث جو فی الحقیقۃ

ایک ہی کہ جواب ہے صحیح نہین اسلیئے کہ محقق دوانی جو کہتے ہین الکذب نقص

اس سے مراد کیا ہے آیا نفسی ہین یا لفظی ہین اگر نفسی ہین تو سید سند پر

اعتراض نہین کیونکہ وہ امکان نفسی کا قائل نہین اور اگر لفظی ہین ہے تو یا یہ معنے

ہونگے کہ خلق الکلام اللفظی الغیر المطابق للواقع نقص بالذات اور یا یہ کہ کلام

لفظی کذائی مین نقص بالغیر ہی بالذات نہین یعنی بوجہ دال ہونے اوپر کلام نفسی قدیم

کے نقص عارضی عارض ہوا ہے بر تقدیر اول یہ نقص خاص مخلوق کذائی کی وجہ سے

ہے یا فی نفسہ خلق ہی نقص ہے اگر فی نفسہ ہے تو سارے جہان کے خلاف ہے

اور جو بوجہ خاص اس مخلوق کے ہے تب بہی خلاف ہے فان الخیر والشر من اللہ

تعالے - اوپر تقدیر ثانی مسلم لیکن استحالہ بالغیر ثابت ہوا نہ بالذات -

قولہ اسکا حاصل یہ ہے کہ خداوند تعالے کو الخ -

اقول آپکو فہم مطلب مین خطا ہوئی تعجب ہے کہ آپ جیسا عالم ایسی بات کو نہ سمجھے

مولانا خلیل احمد صاحب فرماتے ہین اہل سنت کا اوسکو امتناع پر استدلال لانا

اصول اہل سنت کے خلاف ہے - اہل انصاف غور کرین کہ مولوی خلیل احمد صاحب

اپنا قول نہین بتاتے اونپر کیا اعتراض سید سند پر آپ اعتراض کرین اون سے

جواب دریافت کیجئے۔ پھر عرض ہے استدلال لانیکو خلاف کہا ہے یہہ نہین کہا منبز لکہنا خلاف ہے کیا عدم صحت استدلال سے مدعا باطل ہوگیا آپ خود اس رسالہ مین فرماتے ہین کہ ایک استدلال کے نہ صحیح ہونے سے مدعا باطل نہین ہوتا جب ساری توجیہات خود فرماتے ہین پہر دوسرون پر اس سے طعن کرنا کیا زیبا ہے۔

قولہ یہ قول سید کا نہین الخ۔

اقول آپکو کیسے معلوم ہوا کہ سید کا نہین سید کا انکار کہین سے ثابت ہے بلاوجہہ آپ کیسے انکار کرتے ہین۔ سند بھی غلط ہے حنفی ہونا مقتضی نہین کہ اعتقاد کے باب مین حنفی ہون اگر ہون بہی تو جملہ عقائد مین ہونا کیا ضرور ہے اسکی دلیل فرمائیے یہ بات ایسی ہے کہ کوئی عامی بہی نہ کہیگا کتب فقہ حنفی اختلاف سے مالامال ہین جب سب حنفی ہے تو کیون اختلاف ہوا۔ واضح ہو کہ اگر شارح کسی کلام ماتن کو خلاف اپنے معتقد کے پاوے تو تعاقب کرتا ہے اور جو تعاقب نکرے تو یہ دلیل اقرار ہوتی ہے السکوت فی معرض البیان بیانٌ مشہور ہے پس صاحب مواقف فرماتے ہین واعلم انه لم يظهر لي فرق بين النقص في الفعل والقبح العقلي فيه فان النقص في الافعال هو القبح العقلي بعينه فيهما وانما تختلف العبارة شارح سید سند فرماتے ہین دون المعنى فاصحابنا المنكرون للقبح العقلي كيف يتمسكون في دفع الكذب عن الكلام اللفظي بلزوم النقص في افعاله تعالى اور سید نے تعاقب نہین کیا بلکہ اور تائید کردی تو صریح دلیل ہے کہہ تسلیم کرتے ہین اور نیز تہوڑے پہلے میر صاحب فرماچکے ہین وستعرف بطلانه یعنی قبح عقلی کو

تو یہ قول گویا قبول سید صاحب کا ہو گیا آپ خواہ مخواہ انکار فرماتے ہین صاحب مواقف کی عبارت سے عدم اذعان اور لاعلمی نہین نکلتی بلکہ لفظ فَاِنَّ النقص صریح دال ہے کہ جزم اور اذعان سے کہہ رہے ہین کیونکہ اِنَّ تحقیق کے واسطے ہے نہ ظن اور شک کے واسطے۔

قولہ دوسرے یہ کہ مسلم الثبوت وغیرہ الخ

اقول مسلم کی روسے مواقف کا قول کیونکر رد ہوا اگلا بہاری ہی عالم اور سید اور صاحب مواقف بھی عالم بلکہ سید عضد مقدم تو بلا ترجیح کیسے مقدم کو مؤخر سے مرجوح کہا جاوے مسلم کی دلیل بھی دلیل ناقص ہے منافی للوجوب فی الی کو مستحیل فرماتے ہین خلق کلام لفظی غیر مطابق للواقع منافی للوجوب لذاتی نہین ورنہ خالق دوسرا ماننا پڑیگا ہان اگر کسی امر خارجی عارضی کی وجہ سے محال بالغیر ہو جاوے تو اسکا انکار نہین نقص ہی بواسطہ اور بلاواسطہ ہوتا ہے جائز ہے کہ مسلم الثبوت نقص باالواسطہ کہتی ہون اور وہ محال بالغیر کو چاہتا ہے نہ بالذات کو دیکھو کلام نفسی مین کذب نقص مستحیل بالذات ہونیکو سید نے دلیل اول مین خود تسلیم کر لیا ہے اور لفظی مین بوجہ نہونے صفت کے نقص کو نہ تسلیم کیا بلکہ کہہ دیا کہ یہ دلیل یہان جاری نہین ہوتی۔

قولہ اور تیسرے الخ

اقول نقص کو بیشک اجماعی قرار دیا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ لفظی مین نقص نہین پایا جاتا اور ہو سکتا ہی کہ نقص بالذات نفسی مین اجماعی ہو اور لفظی مین بالغیر ہو نہ بالذات

قولہ اور چوتھے الخ۔

اقول بے شک عقلی کہا مگر آپکو مفید نہین فتذکر یا سلف منا۔

قولہ المسئلۃ الرابعۃ الخ

اقول امام رازی کذب کو صفت فرماتے ہین صفت کلام نفسی سے
نہ وہ جسکو آپ ثابت کرنا چاہتے ہین اور جو کذب لفظی کو نقص کہتے ہین تو بالعرض نہ بالذات

قولہ کیونکر خلاف اہل سنت ہوگا۔ الخ

اقول اہل سنت وہ ہین جو ہر ممکن کو مقدور کہتے ہین سو اسکو آپنے باطل
کیا نہ آیندہ انشاءاللہ ہو البتہ نقص کو بالغیر کہکر محال بالذات اور
خلق صفت نقص و محال کہنا خلاف اہل سنت ہے۔

قولہ تطبیق دینا خیال خام ہے۔ الخ

اقول اگر مولوی خلیل احمد صاحب مد فیوضہم بھی مثل دیگر منطقیین
علما سے بدظن ہوتے اور سادات سلف پر طاعن ہوتے تو تطبیق
نکرتے مگر کیا کرین علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل پڑھ لیا
ظنوا المومنین خیرا پر عمل کرکے تطبیق کردی مقدور ہت
خلف متفق علیہ ہے دوانی ہرگز منکر نہین ہوسکتے پس لامحالہ

دوانی ہرگز منافی نہین ہوسکتے پس لامحالہ دوانی یا جواز وقوعی سمجھکر
رد کرتے ہین یہ کلام نفسی مین منع فرماتے ہین اور سید نفس مقدوریت کو
ثابت کرتے ہین یہ جواز وقوعی کو یا کلام لفظی مین ممکن بالذات کہتے ہین
نہ نفسی مین پس تطبیق عمدہ طور سے ہوگئی توجیہ القائل بما لا یرضی بہ
نہین بلکہ دوانی کی عبارت کو مطابق سید کے کردیا اور یہی وتیرہ
قدیم علماء کا ہے مگر جناب نے کبھین نہین دیکھا سنا بہلا اگر کوئی کہے
کہ دوانی نے فہم مراد سید مین خطا کی تو آپ کی کیا حجت ہے
یہ تطبیق توجیہ القائل بما لا یرضی بہ قائلہ نہین بلکہ توجیہ الکلام بما لا یرضی بہ
قائلہ وہ ہے جو آپ کرتے ہین کہ جواب الزامی ہے۔

قولہ اخبار مذکورہ کے صفحہ الی قولہ محال شرعی کے
امکان کو عقلی کہنا عاقل کا کام نہین الخ

اقول مولوی خلیل احمد صاحب کی مراد محال عقلی سے یہ ہے
کہ عقل کے نزدیک اوسکا وجود ہی نہوسکے جیسا کہ ظلم من اللہ تعالی
کیونکہ ظلم غیر ملک مین ہوتا ہے اور جناب باریتعالی کی ہر شئے ملک ہے
اور جو اسکے خلاف ہے وہ محال شرعی ہے اور مقدور ہونا کذب کا
پہلے محقق ہوچکا پس محال شرعی سے یہ مراد مولانا خلیل احمد صاحب کی